Lesson 8: Al-A'araaf (Ayaat 154- 168):Day 33 سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

جب ہم اللہ کے احکام کو سرِ عام ٹوٹتے اور لوگوں کو اللہ کی کھلے عام نافرمانی کرتے دیکھیں تو ہمارا رویہ کیسا ہونا چاہیئے؟

سبق کے آخری حصّے کا ترجمہ Self-Explanatory ہے۔ اُس واقعے پر غوروفکر کی ضروت ہے۔

اصحابِ سبت کا واقعہ ہم نے سورۃ البقرہ میں بھی پڑھا۔ لفظ شُرَّعًا۔ یعنی مچھلیاں کھلے عام سامنے آتی تھیں۔ ہر معاشرے میں غلط اور گناہ کے کام زیادہ ہوتے ہیں۔ یعنی انسان کے اردگرد حرام کام ہو رہے ہوں اور وہ اُن سے بچ کر نکل جائے۔

یوسفؑ کا قصّہ اس کی منہ بولتی مثال ہے۔ انہوں نے گناہ کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔

اور اس بات کا پتا بھی چلتا ہے کہ جانوروں کے اندر بھی محسوس کرنے کی حِسّ موجود ہے۔ مچھلیوں کو علم ہو گیا تھا کہ ہفتے کے دِن اُن کا شکار نہیں ہو گا اس لئے وہ اُبھر اُبھر کر سامنے آتی تھیں۔

جانور اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ جب انسان اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں تو کائنات میں فساد پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے جانوروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

ہفتے کا دِن اُن کے لئے مقدس بنایا گیا تھا۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ ہفتے کے دِن اپنے آپ کو عبادت میں مصروف رکھو۔ لیکن اُن کے دل اور دماغ پر کاروبار اور شکار چھایا ہوُا تھا۔

مثال: آپ نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہو گا جو نماز کے دوران بھی موبائل فون چیک کر رہے ہوتے ہیں۔ یا پھر طوافِ کعبہ کے دوران فون پر باتیں کرتے اور تصویریں کھینچتے نظر آتے ہیں۔

جب آپ عبادت کریں، کلاس میں بیٹھے ہوں تو آپ کا دل دماغ وہیں مصروف ہونا چاہیئے۔

نہ کہ دوسری چیزوں کے بارے میں سوچتے رہیں۔

بنی اسرائیل کے ہاں ہفتے کے دِن کوئی کام کرنا جائز نہ تھا۔ اور نہ ہی یہ کہ کسی لونڈی غلام سے کوئی خدمت لیں۔ یہ قابلِ قتل جُرم سمجھا جاتا تھا۔ لیکن انہون نے چالاکی کی۔ کہ ہم کونسا ہفتے کو کچھ کرتے ہیں۔ اور اُن کا سارا دھیان اسی بات میں رہتا کہ کتنی مچھلیاں آگئی ہیں۔ کب شام ہو اور پکڑیں۔

آج بھی کچھ یہودی طبقے ایسے ہیں جو ہفتے کے دِن کچھ نہیں کرتے۔ حتیٰ کے آگ تک نہیں جلاتے۔ اپنی لائیٹیں بھی جمعے کی شام کو ہی جلا لیتے ہیں۔

یرمیاہ نامی ایک نبیؑ گزرے ہیں۔ یہ عیسیٰؑ سے 586 سال پہلے کا واقعہ ہے۔ یروشلم کے سامنے سے ہفتے کے دِن اپنا کاروباری سامان لے کر گزرتے تھے۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو منع کیا کہ سبت کے دن کی بے حرمتی نہ کرو ورنہ یروشلم کو نذر آتش کر دیا جائے گا۔

ایک اور نبی جن کا دَور 536 سے 595 تک تھا۔ اُن کا قول بھی ان کی کتابوں میں موجود تھا کہ سبت کے دن کی بے حُرمتی قومی جرم تھا۔

اَب آپ یہ مت سوچیں کہ مچھلی پکڑنے پر اللہ نے ان کو بندر بنا دیا؟ شراب تو نہیں بیچی یا خریدی تھی۔ مچھلی پکڑنا اتنا بڑا جُرم تو نہیں ہے؟ یہ سزا مچھلی پکڑنے پر نہیں ملی۔ یہ اللہ کے حکم کو بدلنے کی سزا ملی تھی۔ اُن کی جرأت دیکھیں کہ اللہ کے حکم کو بدلا۔

آج مسلمان تو کھلم کھلا جمعے کے وقت نماز کے لئے نہیں آتے۔ جمعے کے وقت بھی کاروبار میں لگے رہتے ہیں۔ جمعے کی نماز نہیں پڑھتے اور کام میں مصروف ہیں۔ یہودیوں نے چھٹی تو کرلی لیکن نافرمانی کی۔ وہ بھی اتنا کھلم کھلا کاروبار کھول کر نہیں بیٹھے تھے کہ ہم تو مچھلیاں پکڑیں گے جس نے روکنا ہے روک لے۔

اللہ انسانوں کی اسی طرح آزمائش کرتا ہے۔ کہ اُس کے اِردگرد گناہ ہو اور انسان اُس سے بچ کر نکل جائے۔ اسی لئے بعض اوقات انسان خوش ہو جاتا ہے کہ وہ مغربی ملک میں پہنچ گیا ہے۔ اَصل میں یہ اُس کی آزمائش ہوتی ہے کہ اس طرح کے کے ماحول میں اپنے آپ کو کیسے محفوظ رکھتا ہے۔

مثال جن گھروں اور خاندانوں میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے تو وہ اصل میں بچوں کے لئے آزمائش ہے۔ کہ ایسے کھلے عام غیر شرعی معاشرے یا ماحول میں تمہارا کردار کیسا ہے۔

پھر آگے دیکھیں کہ کچھ لوگ ایسے لوگوں کو منع بھی نہیں کرتے۔ بلکہ جو امر بالمعروف عن المنکر کرتے ہیں وہ اُن کو بھی منع کرتے ہیں۔ کہ چھوڑو اِن کو تم کیوں منع کرتے ہو۔ اِن کر کرنے دو جو کرتے ہیں۔ تم کیوں بُرے بنتے ہو۔

لیکن نیک اور خیر خواہی کرنے والے لوگ غلط کام کرنے والوں کو روکتے رہے کہ ہم تو اپنا فرض سمجھ کر منع کرتے رہیں گے کہ شائد یہ بعض آجائیں۔ اگر یہ باز نہ بھی آئے تو ہم اللہ کے ہاں سُرخرو ہو سکیں گے کہ ہم نے تو منع کیا تھا۔

عذاب پھر پہلے دونوں گروہوں پر آیا۔ کچھ نے تو گناہ کیا۔ اپنے گناہ سے فائدہ اُٹھایا۔ لطف اندوز ہوئے۔ لیکن جو لوگ آرام سے بیٹھ کر دیکھتے رہے۔۔ جنہوں نے اِن کو منع نہیں کیا۔ سمجھایا تک نہیں۔ اللہ کا پیغام اُن تک نہ پہنچایا۔ اُن پر بھی عذاب آیا۔

مثال: کچھ لوگ کلب میں بیٹھے لطف اندوز ہو رہے ہوں۔ حرام کام کر رہے ہوں۔ میں بھی اُن کے پاس بیٹھی رہوں۔ بے شک دِل میں وہ سب کچھ غلط سمجھ رہی ہوں۔ اور کڑھ بھی رہی ہوں۔ تو وہ سب تو مزے کر رہے ہیں میں وہاں مزے نہ بھی کروں تو بھی اُن کے ساتھ گناہ میں شریک ہوں۔ مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ اور ایسی جگہ پر بیٹھنا ہی نہیں چاہیئے۔ اللہ کو میری یہ حرکت بھی بہت بُری لگے گی۔ میں اللہ کو ناراض کرونگی۔

اگر اُس جگہ اللہ کا عذاب آیا تو میں بھی اُس کا شکار ہو نگی۔ اللہ کو گونگے لوگ اچھے نہیں لگتے۔ جو حق بات نہ کہہ سکیں۔

پھر تیسرے گروہ کی طرف دیکھیں۔ پورے واقعے میں یہ ذِکر نہیں ملتا کہ اُن کے منع کرنے سے کوئی منع ہو گیا تھا۔ انہوں نے اپنا حق اَدا کر دیا۔ انہوں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا۔ اَب اگر کسی نے عمل کیا یا نہیں۔ لیکن اللہ کو اُن کا یہ امر بالمعروف اور نھی عن المنکر بہت پسند آیا۔ اللہ نے اُن کا ذِکر قرآن میں بھی کر دیا۔ یہ اللہ کے چُنے ہوئے لوگ ہونگے۔ انہی کے لئے جنّت میں اعلیٰ درجات ہیں۔

آج وہ لوگ جو دُنیا میں حق کا اظہار نہیں کرتے، چاہے وہ خود نیک کام کریں بھی وہ اللہ کے مقربین میں نہیں آئیں گے۔ ایسے لوگ جو لوگوں سے ڈرتے ہیں اور اللہ کا دین دوسروں تک نہیں پہنچاتے۔ یا وہ لوگ جو نیکی کا حکم نہیں دیتے اور بُرائی سے نہیں روکتے۔

ٹریفک کے قوانین کی پابندی ہمارے اوپر لازم ہے۔ اگر کسی نے اشارہ توڑا۔ آپ نے اُس کو یہ کرتے دیکھا۔ پھر پولیس آتی ہے، آپ سے پوچھتی ہے، اگر آپ نے سچ نہ بولا تو آپ جُرم میں شریک ہیں۔

کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے کہ گواہی کو چھپائیں۔ جب ہم مسلمان چُپ رہتے ہیں تو ہم گونگے شیطان بنتے ہیں۔ ہم نے وہ مثال بھی پچھلے سبق میں سُنی کہ ایک بستی پر عذاب آیا حالانکہ وہاں نیک فرد موجود تھا کیونکہ اُس نے نیکی کا حکم نہیں دیا اور بُرائی سے نہ روکا۔ پھر سب پر عذاب آ گیا۔

سورۃ انفال میں ہے؛

اور تم اس فتنہ سے بچتے رہو جو تم میں سے خاص ظالموں پر ہی نہ پڑے گا اور جان لو کہ بے شک اللہ سخت عذاب کرنے والا ہے (۲۵)

یہ بھی کہاوت ہے کہ دشمنوں کے بولنے پر اتنا نقصان نہیں ہوُا جتنا دوستوں کے خاموش رہنے پر ہوُا۔

اگر ہم کبھی کسی دعوت پر جائیں وہاں غیر شرعی کام ہو رہے ہوں تو کیا ہم منع کریں یا خاموشی سے اُٹھ کر آجائیں؟

فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو نیکی کا کام کرنے کیلئے دعوت دے، اور برائی سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ آل عمران:104

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:(تم میں سے جو شخص برائی دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھے تو زبان سے روکے، اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے تو دل میں برا جانے، اور یہ کمزور ترین ایمان ہے)۔

یوں لگتا ہے کہ برائی ہو رہی ہو تو آپ ہاتھ سے روکیں۔ لیکن اللہ سے حکمت مانگیں۔ برائی کو روکنا ہمارا مقصد ہے۔ ہر جگہ تبلیغ کا موقع نہیں ہوتا۔ آپ موقع محل دیکھ کر حکمت سے بات کریں گے۔

اچھی طرح ملیں۔ دعائیں دیں۔ بیٹھ کر سمجھائیں۔ پہلے سے تیاری کریں۔ جو لوگ قرآن سے جُڑے ہوں گے وہ اپنی اصلاح کی فکر کریں گے۔

جب آپ ایسی محفل سے اُٹھ جائیں گے۔ تو جھوٹ کر نہ بول آئیں۔ بلکہ میزبان سے کہہ دیں کہ مجھے یہاں بیٹھنا مناسب نہیں لگتا۔ اُن سے پیار سے بات کریں۔ گلے لگائیں۔ ہاتھ پکڑ کر کہیں کہ مجھے اللہ کی ناراضگی کا ڈر ہے اس لئے یہاں نہیں بیٹھ سکتی۔ آپ کے لئے دعا کرتی ہوں۔ اگر وہ کہیں کہ آپ کے لئے الگ انتظام کر دیتے ہیں تو کرنے دیں۔ ورنہ پھر بدمزگی پیدا کئے بغیر آجائیں۔ طعنے نہ دیں۔ نہ اُسی وقت نصیحتیں شروع کریں۔

بعض کام آپ کو اس لئے چھوڑنے پڑتے ہیں تاکہ لوگ آپ کی طرف دیکھ کر غلط کام نہ کرنے لگیں۔

وہاں اُس وقت جھگڑا نہ کریں۔ اور وہاں سے واپس آ کر غیبتیں نہ کریں۔

ہم سب کے لئے اُستاذہ جی کی نصیحت؛

ہماری عزّت اللہ کے دین پر عمل کرنے سے ہے۔ اگر ہم ایسی غلط یا غیر شرعی قسم کی محفلوں میں بیٹھیں گے تو کوئی دوسرے لوگوں کو موقع مل جاتا ہے۔ کہ وہ بہانے بنا سکیں۔ اگر آپ اپنی فیملی والوں کی غیر شرعی مہندی یا ڈانس میں شریک نہ ہوں تو انشاء اللہ اگلی دفعہ کے لئے انہیں پتا چل جائے گا کہ اگر وہ آپ کو شامل کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کوئی کام نہ کریں۔

آپ طور پر بہن بھائی اور خاندان والے ہم سے محبت کرتے ہیں۔ وہ کوشش کرینگے کہ کچھ ایسا نہ ہونے دیں۔

گناہوں کے کئی درجات ہیں۔ ہم آج سے کوشش کیوں نہیں شروع کر دیتے؟

خاموش نہ رہیں۔ حق کا اظہار کریں۔ سورۃ حٰم السجدہ: آیت 30 میں ہے؛

بے شک جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا (۳۰)

اللہ ایسے لوگوں کی دوستی کے لئے فرشتے مقرر کر دیتا ہے۔ اُن کے لئے کوئی غم نہیں۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اُن کو جنت کی خوشیاں ملیں گیں۔

اور ان لوگوں کو خوشخبری دے جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے کہ ان کے لیے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں جب انہیں وہاں کا کوئی پھل کھانے کو ملے گا تو کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمیں اس سے پہلے ملا تھا اور انہیں ہم شکل پھل دیئے جائیں گے اور ان کے لیے وہاں پاکیزہ عورتیں ہوں گی اور وہ وہیں ہمیشہ رہیں گے (۲۵) سورۃ البقرہ۔

جو شخص اللہ کے حکم پر قائم رہے گا تو اللہ اُسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

اگر کوئی آپ کا مخلص دوست آپ کا ساتھ نہیں دیتا تو کیسا محسوس کرینگے؟

اللہ کو تو لاکھوں کے مجمع میں ایک ابراہیمؑ ہی پسند آئینگے۔ جو اللہ کے لئے آگ میں پھینکے جانے کے لئے بھی تیار تھے۔ اللہ کو صرف مخلص لوگ پسند ہیں۔

دُعا کریں کہ اللہ ہمیں مخلصین میں شامل کرلے۔ آمین

کسی معاشرے میں برائی ہوتے دیکھ کر خاموش نہیں رہنا۔

پھر یہ دیکھیں کہ وہ مچھلیاں تو اُن کو مل ہی جاتی تھیں۔ لیکن انہوں نے بے صبری سے حرام طریقے سے لیں۔

حدیثؐ کا خلاصہ ہے کہ بندے کی قسمت کا رزق اُس کو مل کر رہتا ہے۔ چاہے وہ حلال سے لے یا حرام سے۔ مثال: نصیب کا رزق مل جائے گا۔ چاہے شراب بیچ کر لیں یا ٹیکسی چلا کر۔

عملی کام کریں۔ برائی کے خلاف آواز اُٹھائیں۔ مثال، کسی کمپنی کو خط لکھ دیں یا ای۔ میل کریں کہ وہ غلط اشتہار کیوں دکھا رہے ہیں۔ مثال؛ کسی دکان میں گئی۔ اُن سے بات کی۔ کہ کیسے عورت کی بے حرمتی کر رہے ہو۔ اس طرح کی تصویر کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کے کپڑے ویسے بھی بِک جائینگے۔

مثال؛ کیسے ایک چڑیا ابراہیمؑ کے لئے لگائی گئی آگ کو بجھانے کے لئے اپنی چونچ میں پانی لے کر گئی۔ باقی پرندوں نے مذاق اُڑایا تو اُس نے کہا کہ میں اللہ سے کہہ دونگی کہ میں نے کوشش تو کی تھی۔ میری چونچ ہی چھوٹی تھی۔

یہ نہ ہو کہ اللہ کو ہماری لاپرواہی اور نظر اندازی بُری لگ جائے۔

عمل کا نقطہ: ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں۔ بے حِسّ ہو کر نہ بیٹھیں۔ دوسروں کے لئے خیر خواہی محسوس کریں۔

امر بالمعروف اور نھی عن المنکر کریں۔